



ضمیمہ



دُودِ الحِیَیۃِ مُبَاہِلَہ



حضرت مولانا محمد رفیع الدہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطلحی

حق تعالیٰ شانہ کی عجیب شان ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے دجالوں اور مکروں کے مکرو فریب کا پل کھول دیتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے خلق خدا کو گمراہ کرنے اور دنیا کا کوڑا جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو قدم قدم پر ذلیل و رسوا کیا، چنانچہ مرزا قادیانی کے متعدد لوگوں سے مباہلے بھی ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے ہر مباہلے کا فیصلہ مرزا قادیانی کے خلاف صادر فرمایا، جس کے نتیجے میں مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ہر خاص و عام کے سامنے واضح کر دیا اس کے چند نمونے میرے رسالہ ”قادیانی مباہلہ“ میں آپ کی نظر سے گزر چکے ہیں۔ مثلاً۔

(۱) مرزا قادیانی نے عبد اللہ آتھم عیسیٰ کے مباحثہ سے عاجز آکر آخری دن مباہلہ کے طور پر یہ پیش گوئی جڑی کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پندرہ مہینے کے اندر اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور صاف صاف الفاظ میں یہ اقرار کیا کہ۔

”میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی

جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر

ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے

بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے

اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔

روسیا کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے

مجھ کو پھانسی دیا جاوے..... اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں

اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ اور

تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ
مجھے لعنتی قرار دو۔“ (نوائسن ج ۶: ص ۲۹۳-۲۹۴)

اس مباہلہ کا نتیجہ سب کے سامنے آیا۔ مرزا کا حریف آتھم پادری پندرہ مہینے
میں نہیں مرا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک پادری کے مقابلے میں مرزا کو ذلیل اور روسیہ
کیا، اور لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو خود اس کے اپنے الفاظ میں۔
”تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی“

سمجھنے پر مجبور ہوئے۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا عبدالحق غزنوی سے رو در رو مباہلہ کیا۔ اور
مباہلہ کے بعد مرزا قادیانی، مولانا عبدالحق غزنوی کی زندگی میں ہلاک ہو گیا۔ جبکہ اس کا
اپنا اقرار تھا کہ۔

”مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں

ہلاک ہو جاتا ہے۔“ (مرزا قادیانی کے مخطوطات ج ۹ ص ۳۳۰)

مرزا قادیانی کے مولانا عبدالحق ”کی زندگی میں مرنے سے ثابت ہو گیا کہ مرزا
قادیانی، مولانا عبدالحق غزنوی“ کے مقابلے میں جھوٹا تھا اور مولانا عبدالحق غزنوی نے اپنے
مباہلہ میں جو دعویٰ کیا تھا کہ ”مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے سب کے سب
دجل و کذاب، کافر و ملحد اور بے ایمان ہیں“ ان کا یہ دعویٰ بالکل صحیح ثابت ہوا اور اللہ
تعالیٰ نے اس پر مرتضدیق ثابت کر دی۔

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کو ایک
اشتہد شائع کیا، جس کا عنوان تھا۔

”مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ“

اس اشتہد میں مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری قلع قادیان کو مخاطب کر
کے لکھا کہ:

”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ

اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے

ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں
 گا۔“ (مجموعہ اشتہادات مرزا غلام احمد قادیانی جلد ۳ ص ۵۷۸)

اور پھر مرزا نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ علی سے فیصلہ طلب کرنے کے لئے یہ دعا کی کہ۔

”اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا انشاء ہے
 اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات انشاء کرتا
 میرا کام ہے تو اے میرے پیارے ملک میں عاجزی سے تیرے جناب
 میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور
 میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے.....
 اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری
 جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور اور
 وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی
 زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔“

(مجموعہ اشتہادات مرزا غلام احمد قادیانی جلد ۳ ص ۵۳۹)

اور اشتہاد کے آخر میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ۔

”بالآخر مولوی صاحب سے میری التماس ہے کہ وہ میرے
 اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں، اور جو چاہیں اس
 کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

چنانچہ مرزا قادیانی کی فرمائش کے مطابق مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اپنے پرچہ
 ”اہل حدیث“ میں مرزا کا پورا اشتہاد لفظ بلفظ چھاپ دیا۔ اور اس کے نیچے جو چاہا لکھ
 دیا۔ چونکہ مرزا قادیانی اپنا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں دے چکا تھا۔ اس لئے مرزا کے اس
 اشتہاد کے بعد مرزائیوں اور مسلمانوں کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں کہ دیکھئے پردہ غیب
 سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے؟ بالآخر ایک سال بعد فیصلہ خداوندی کا اعلان ہوا۔ اور ۲۶ مئی
 ۱۹۰۸ء کو دہلی ہیضہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو ہلاک کر دیا، اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
 اس کے آٹالیس سال بعد تک سلامت باکرامت رہے۔

اس فیصلہ خداوندی سے ایک بد پھر ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی واقعی مفسد و

کذاب اور مفتری تھا جیسا کہ مولانا ثناء اللہ مرحوم، ”اپنے ہر ایک پرچے میں اس کو یاد کرتے تھے۔“
 آج کی صحبت میں ہم قدیمین کو مرزا قادیانی کے دو مزید دلچسپ مباہلوں سے روشناس کراتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے دجل و کذاب ہونے کا واضح اعلان فرمایا۔

پہلا مباہلہ

حافظ محمد یوسف اور مولانا عبدالحق غزنوی کے درمیان
 حافظ محمد یوسف ضلع دار امرتسری پہلے فرقہ اہل حدیث کے ممتاز رکن تھے۔
 حضرت مولانا عبد اللہ غزنویؒ سے خاص اعتقاد رکھتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد مرزائی جہل میں پھنس کر (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا۔ مرتد ہونے کے بعد مرزا قادیانی کا نہایت غالی و تعذیب ثابت ہوا۔ شب و روز مرزائیت کی تبلیغ اور نشر و اشاعت اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں اس کے بارے میں لکھا۔

”حافظ محمد یوسف صاحب جو ایک مرد صالح، بے ریا متقی اور متبع سنت اور اول درجہ کے رفیق اور مخلص مولوی عبد اللہ صاحب

غزنوی ہیں۔“ (قرۃ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۷۹)

۲ شوال ۱۳۱۰ھ (مطابق ۱۹ اپریل ۱۸۹۳ء) کی شب کو حافظ محمد یوسف مرزائی نے مرزا قادیانی کی حقانیت پر مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کیا۔ مباہلہ کا موضوع یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے مرتد اور دجل و کذاب ہیں یا مسلمان ہیں، مولانا غزنویؒ کا موقف یہ تھا کہ مرزا اور مرزا کے چیلے حکیم نور دین اور محمد احسن امروہی مسلمان نہیں، بلکہ مرتد اور دجل و کذاب ہیں اور حافظ صاحب کا مباہلہ اس پر تھا کہ وہ مسلمان ہیں۔

اس مباہلہ کو ہوئے ابھی ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ مرزا قادیانی نے اپنے مرید حافظ محمد یوسف مرزائی کی تائید میں ۲۵ اپریل ۱۸۹۳ء (مطابق ۸ شوال ۱۳۱۰ھ) کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا۔

اشتہار مباہلہ

میں عبدالحق غزنوی و حافظ محمد یوسف صاحب

اس اشتہار میں (جو مرزا قادیانی کے مجموعہ اشتہارات کی جلد اول میں صفحہ ۳۹۵ سے صفحہ ۳۹۹ تک درج ہے) مرزا قادیانی نے اس مباہلہ کی تفصیل درج ذیل الفاظ میں قلمبند کی ہے۔

”مجھ کو اس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے ایک معزز دوست حافظ محمد یوسف صاحب نے ایمانی جوانمردی اور شجاعت کے ساتھ ہم سے پہلے اس ثواب کو حاصل کیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حافظ صاحب اتفاقاً ایک مجلس میں بیان کر رہے تھے کہ مرزا صاحب یعنی اس عاجز سے کوئی آمادہ مناظرہ یا مباہلہ نہیں ہوتا۔ اور اسی سلسلہ گفتگو میں حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ عبدالحق نے جو مباہلہ کے لئے اشتہار دیا تھا اب اگر وہ اپنے تئیں سچا جانتا ہے تو میرے مقابلہ پر آوے، میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں، تب عبدالحق جو اسی جگہ کہیں موجود تھا۔ حافظ صاحب کے غیرت دلانے والے لفظوں سے طوعاً و کرہاً مستعد مباہلہ ہو گیا۔ حافظ صاحب کا ہاتھ آکر پکڑ لیا کہ میں تم سے اسی وقت مباہلہ کرتا ہوں، مگر مباہلہ فقط اس بارہ میں کروں گا کہ میرا یقین ہے کہ مرزا غلام احمد و مولوی حکیم نور الدین اور مولوی محمد احسن یہ تینوں مرتدین اور کذابین اور دجالین ہیں۔ حافظ صاحب نے فی الفور بلا تامل منظور کیا کہ میں اس بارہ میں مباہلہ کروں گا۔ کیونکہ میرا یقین ہے کہ یہ تینوں مسلمان ہیں، تب اسی بات پر حافظ صاحب نے عبدالحق سے مباہلہ کیا۔ اور گواہان مباہلہ منشی محمد یعقوب اور میاں نبی بخش صاحب اور میاں عبدالہادی صاحب اور میاں عبدالرحمن صاحب عمرپوری قرار پائے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۳۹۶)

چونکہ مرزا قادیانی نے اس اشتہار میں مباہلہ کی تفصیل درج کرنے پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ بہت سی غلط بیانیوں سے بھی کام لیا تھا اس لئے اس کے جواب میں مولانا عبدالحق

غزنویؒ نے ۲۶ شوال ۱۳۱۰ھ کو ایک اشتہار شائع کیا (مولانا غزنویؒ کا یہ اشتہار مرزا قادیانی کے مجموعہ اشتہارات جلد اول کے حاشیہ میں صفحہ ۴۲۰ سے ۴۲۵ تک درج ہے۔)

اس اشتہار میں مولانا غزنویؒ، مرزا غلام احمد کی غلط بیانیوں اور لاف و مکراف کا پردہ چاک کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”حافظ کے مباہلہ کی تفصیل یہ ہے کہ حافظ محمد یوسف، جو مرزا کا اول درجہ کا ناصر و مؤید و مددگار ہے، اس نے ۲ شوال بوقت شب مجھ سے ہلدیہ درخواست مباہلہ کی، آخر الامر اس بات پر مباہلہ ہوا کہ مرزا (غلام احمد قادیانی) اور نور الدین و محمد احسن امرودی، یہ تینوں مرتد اور دجال اور کذاب ہیں۔“

چونکہ ہنوز لعنت کا اثر ظاہر اس پر (یعنی حافظ محمد یوسف پر۔ ناقل) نمودار نہیں ہوا۔ لہذا پیر جی (یعنی مرزا قادیانی ناقل) کو بھی مری آگنی اور عام طور پر اشتہار مباہلہ دیدیا، ذرا صبر تو کرو، دیکھو! اللہ کیا کرتا ہے۔ وکل شئی عندہ باجل مستطی، اند حکیم حمید۔

مجھ کو دو روز پیشتر محمد یوسف کے مباہلہ سے، دکھایا گیا کہ میں نے ایک شخص سے مباہلہ کی درخواست کی اور یہ شعر سنایا:

بہ صراحت بلبل و قمری اگر نہ گیری چند

علاج کے کنمت، آخر الدوا الکی

(ترجمہ از ناقل: اگر تم بلبل اور قمری کی صورت میں نصیحت نہیں پکڑو گے تو میں داغ دے کر تمہارا علاج کروں گا۔ کیوں کہ مثل مشہور ہے کہ ”آخری علاج داغ دینا ہے۔“)

اور بھی کچھ دیکھا جس کا بیان اس وقت مناسب نہیں۔ میں خود حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے؟ دو دن بعد یہ مباہلہ درپیش ہوا۔“

(حاشیہ مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی جلد اول ص ۴۲۴)

قدسین کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا عبدالحق غزنوی دونوں کے مندرجہ بالا بیانات سے چند نکات نوٹ کر لئے ہوں گے۔

(۱) مباہلہ مرزا کے مرید حافظ محمد یوسف اور مولانا عبدالحق غزنوی کے درمیان ہوا۔

(۲) مباہلہ کا موضوع یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے دونوں چیلے یعنی حکیم نور دین اور محمد احسن امروہی مرتد اور دجال و کذاب ہیں یا نہیں؟

(۳) یہ مباہلہ ۲ شوال ۱۳۱۰ھ - مطابق ۱۹ / اپریل ۱۸۹۳ء کی شب کو ہوا۔

(۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مرید کے مباہلہ کی نہ صرف بھرپور تصدیق کی بلکہ اس پر مسرت و شادمانی کے شادیانے بجائے۔ گویا اس مباہلہ کا جو نتیجہ بھی برآمد ہو مرزا قادیانی نے اس کی ذمہ داری کو قبول کرنے کا اعلان کرنے کے لئے اشتہار دے دیا۔

اب قدسین کرام بے چین ہوں گے کہ یہ تو ہوا مباہلہ! لیکن آخر ”مباہلہ کا انجام“ کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے اس مباہلہ میں کس کو فتح دی؟ مباہلہ کا فیصلہ کس کے حق میں ہوا؟ اور مباہلہ میں کون سچا نکلا اور کون جھوٹا ثابت ہوا؟ آہ کہ اس مباہلہ کے انجام کی خبر قادیانی امت کے لئے نہایت بولناک اور ہوشربا ثابت ہوگی۔ جس کے سنتے ہی قادیانی قصر خلافت میں زلزلہ آجائے گا۔

مباہلہ کا انجام

سنئے! اس مباہلہ کا انجام یہ نکلا کہ مباہلہ کے کچھ عرصہ بعد مولانا عبدالحق غزنویؒ کا حریف چاروں شانے چٹ ہوا۔

(۱) حافظ محمد یوسف نے مرزا لئی ارتداد سے توبہ کر کے مولانا عبدالحق کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

(۲) اسلام لانے کے بعد حافظ صاحب مرزائیت کے بننے اوھڑنے لگے۔ اور یہ اعلان کرنے لگے کہ مرزا قادیانی اور اس کے تمام چیلے مرتد اور دجال و کذاب ہیں۔

(۳) مولانا غزنویؒ نے حافظ صاحب کا ”مباہلہ“ کے ذریعہ جو ”آخری علاج“ کیا تھا وہ بحمد اللہ کارگر ثابت ہوا اور مولانا مرحوم کی الہامی بشرت سچی ثابت

ہوئی۔

قارئین کرام کو شاید یہ خیال گزرے کہ میں بغیر کسی ثبوت کے یہ دعویٰ کر رہا ہوں کہ مباحلہ کے بعد حافظ محمد یوسف صاحب مرزائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے تھے لیجئے میں اس کا ثبوت بھی مرزا قادیانی کی تحریر ہی سے پیش کئے دیتا ہوں :

مرزا کا اشتہار بنام حافظ محمد یوسف

مرزا قادیانی کا رسالہ اربعین کھولئے۔ اس کے نمبر ۳ کے اشتہار کی پیشانی پر آپ کو جلی قلم سے یہ عبارت نظر آئے گی:

”اشتہار انعام پانسو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دار نمر۔ اور ایسا ہی اس اشتہار میں یہ تمام لوگ بھی مخاطب ہیں جن کا نام ذیل میں درج ہیں۔“

(اربعین نمبر ۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱ ص ۳۸۶)

اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے حافظ محمد یوسف صاحب کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ایک نظر ان پر بھی ڈال لیجئے اشتہار کے آغاز میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”واضح ہو کہ حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دار نمر نے اپنے نام فہم اور غلط کلام مولویوں کی تعلیم سے ایک مجلس میں یہ بیان کیا۔“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱ ص ۳۸۷)

آگے چل کر لکھتا ہے:

”یاد رہے کہ یہ صاحب مولوی عبداللہ غزنوی کے گروہ میں ہیں اور بڑے موحد مشہور ہیں۔“

(ایضاً ص ۳۹۰)

مزید لکھا ہے:

”اور حافظ صاحب نے اپنے چند قدیم رفیقوں کی رفاقت کی وجہ سے میرے منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کا انکار مناسب سمجھا۔“

(ص ۳۹۱)

مزید لکھا ہے: ”پنچم عقل و فکر میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کیا ہو گیا؟“

..... انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لئے اپنی روحانی زندگی پر چھری پھیر دے، میں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ وہ میرے مصدقین میں سے ہیں۔ اور کذب کے ساتھ مباحلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور اسی میں بہت صاحبہ ان کی عمر کا گزر گیا۔ اور اس کی تائید میں وہ اپنی خوابیں بھی سناتے رہے۔ اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مباحلہ بھی کیا۔“ (ایضاً ص ۲۰۸)

مرزا قادیانی کے یہ اقتباسات اپنے مضمون میں بالکل واضح ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے

(۱) حافظ محمد یوسف صاحب ایک طویل عرصہ تک مرزا کے پر جوش مرید رہے۔

(۲) حافظ صاحب نے مرزا کے بعض مخالفوں (مولانا عبدالحق غزنوی) سے، مرزا کے صدق و کذب پر مباحلہ بھی کیا۔

(۳) اور مباحلہ کے بعد مرزا سے نائب، ہو کر مسلمان ہو گئے، اور اس کو مفتی اور دجل و کذاب کہنے لگے۔ یہاں تک کہ مرزا کو ان کے خلاف اربعین نمبر ۳ کا انعام اشتہار شائع کرنا پڑا (یہ اشتہار مرزا کے کتب تحفہ گولڑویہ کے شروع میں بھی بطور ضمیمہ درج ہے۔)

قدتین کرام! مرزائیوں سے دریافت کریں کہ اس مباحلہ کے بعد، جو مولانا عبدالحق غزنوی اور حافظ محمد یوسف ضلع دار کے درمیان ہوا تھا، اگر خدا نخواستہ مولانا عبدالحق مرزا قادیانی پر ایمان لے آتے تو کیا مرزائی صاحبان اس کو مباحلہ کا نتیجہ قرار نہ دیتے؟ اور کیا اس کو مرزا قادیانی کی حقانیت کے طور پر پیش نہ کرتے؟ یقیناً ایسا کرتے؟

اب جبکہ مباحلہ کا نتیجہ الٹ ہوا کہ مولانا عبدالحق غزنوی نے اپنے حریف مباحلہ کو فتح کر لیا اور مولانا غزنوی کی طرح حافظ محمد یوسف صاحب بھی مرزا کو دجل و کذاب اور مفتی و مرتد سمجھنے اور کہنے لگے تو بتلویہ مباحلہ کا نتیجہ ہے یا نہیں؟ اور اس

مباہلہ کے نتیجے میں مرزا کا مرتہ اور دجل و کذاب ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟
 ”بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر“

دوسرا مباہلہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور لیکھ رام

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک آریہ لالہ مرلی دھر سے مباہلہ کیا۔ جس کی تفصیل اس کی کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ میں درج ہے۔ مرزا اپنے حریف کو مباہلہ میں شکست دینے سے حسب عادت عاجز رہا تو اس کتاب کے آخر میں آریوں کو دعوت مباہلہ دے ڈالی۔ مرزا کی دعوت مباہلہ کا متن ملاحظہ فرمایا جائے۔

”اگر کوئی آریہ ہمارے اس تمام رسالے کو پڑھ کر پھر بھی اپنی ضد چھوڑنا نہ چاہے اور اپنے کفریات سے باز نہ آئے تو ہم خدائے تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پا کر اس کو مباہلہ کی طرف بلاتے ہیں۔“

(رسالہ سرمہ چشم آریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲ ص ۲۳۲)
 ”آخر الحیل مباہلہ ہے جس کی طرف ہم پہلے اشدت کر آئے ہیں۔ مباہلہ کے لئے وید خوان ہونا ضروری نہیں ہاں باتمیز اور ایک باعزت اور نامور آریہ ضرور چاہئے جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے سو سب سے پہلے لالہ مرلیدہر صاحب اور پھر لالہ جیونداس صاحب سیکریٹری آریہ سماج لاہور اور پھر منشی اندر من صاحب مراد آبادی اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں کہ اگر وہ وید کی ان تعلیموں کو جن کو کسی قدر ہم اس رسالہ میں تحریر کر چکے ہیں۔ فی الحقیقت صحیح اور سچ سمجھتے ہیں اور ان کے مقابل جو قرآن شریف کے اصول و تعلیمیں اسی رسالہ میں بیان کی گئی ہیں ان کو باطل اور دروغ خیال کرتے ہیں تو اس بارہ میں ہم سے مباہلہ کر لیں اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار

پاکر ہم دونوں فریق تاریخ مقررہ پر اس جگہ حاضر ہو جائیں اور ہر ایک فریق مجمع عام میں اٹھ کر اس مضمون مباہلہ کی نسبت جو اس رسالہ کے خاتمہ میں بطور نمونہ اقرار فریقین قلم جلی سے لکھا گیا ہے تین مرتبہ قسم کھا کر تصدیق کریں کہ ہم فی الحقیقت اس کو سچ سمجھتے ہیں اور اگر ہمارا بیان راستی پر نہیں ہم پر اسی دنیا میں وبال اور عذاب نازل ہو۔ غرض جو عہد تیں ہر دو کاغذ مباہلہ میں مندرج ہیں۔ جو جانبین کے اعتقاد میں بحالت دروغ گوئی عذاب مترتب ہونے کے شرط پر ان کی تصدیق کرنی چاہئے اور پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کے لئے ایک برس کی مہلت ہوگی پھر اگر برس گزرنے کے بعد مولف رسالہ ہذا پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہوا یا حریف مقابل پر نازل نہ ہوا تو ان دونوں صورتوں میں یہ عاجز قابل تاوان پانسو روپیہ ٹھہرے گا۔ جس کو برضا مندی فریقین خزانہ سرکاری میں یا جس جگہ بآسانی وہ روپیہ مخالف کو مل سکے داخل کر دیا جائے گا اور در حالت غلبہ خود بخود اس روپیہ کے وصول کرنے کا فریق مخالف مستحق ہو گا اور اگر ہم غالب آئے تو کچھ بھی شرط نہیں کرتے۔ کیونکہ شرط کے عوض میں دینی دعا کے آئند کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ اب ہم ذیل میں مضمون ہر دو کاغذ مباہلہ کو لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتے ہیں واللہ التوفیق۔“

(ایضاً ص ۲۵۰ - ۲۵۱)

قدیمین کرام! مرزا کی اس طویل عہدیت کو بغور پڑھیں اور درج ذیل تین نکات کو نوٹ کر لیں۔

اول۔ مرزا کی طرف سے تمام آریوں کو دعوت مباہلہ۔

دوم۔ اس مباہلہ کا اثر ظاہر ہونے کے لئے ایک سال کی میعاد۔

سوم۔ ایک سال کے عرصہ میں اگر فریق مخالف پر مباہلہ کا اثر ظاہر نہ ہو۔ یا

اس عرصہ میں مرزا پر مباہلہ کا وبال نازل ہو جائے دونوں صورتوں میں مرزا جھوٹا ثابت

اس کے بعد مرزا نے اپنی طرف سے مباہلہ کا ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا ہے۔
اس کے اخیر پر بھی یہ فقرہ ہے۔

”سوائے خدائے قادر مطلق تو ہم دونوں فریقین میں سچا فیصلہ کر
اور ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے بیانات میں اور اپنے عقائد میں
جھوٹا ہے..... اس پر تو اے قادر کبیر ایک سال تک کوئی اپنا

عذاب نازل کر۔“ (بینام ۲۵۴-۲۵۵ ملخصاً بلنظ)

اس کے بعد مرزا نے آریہ کی طرف سے دعائے مباہلہ لکھی ہے اور اس کے
اخیر میں بھی یہ فقرہ ہے۔

”جو شخص تیری نظر میں کاذب اور دروغ گو ہے..... اس کو اے
ایشرا! ایسے دکھ کی مد پہنچا..... کہ ایک سال کے عرصہ تک

لعنت کا اثر اس کو پہنچ جائے۔“ (بینام ۲۵۸ ملخصاً)

قدیم کرام دیکھ رہے ہیں کہ ان دو اقتباسوں پر مباہلہ کے اثر ظاہر ہونے کے
لئے ایک سال کی میعاد مقرر کی گئی ہے۔

پنڈت لیکھ رام مرزا کی دعوت مباہلہ کو قبول کرتا ہے۔

مرزا کی کتب ”سرمہ چشم آریہ“ (جس کے اقتباس اوپر نقل کئے گئے ہیں)
کے جواب میں پنڈت لیکھ رام نے ”نسخہ خط احمدیہ“ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔
(رئیس قادیان جلد اول ص ۱۲۱) جس میں مرزا کی دعوت مباہلہ کو قبول کرتے ہوئے
پنڈت لیکھ رام نے درج ذیل الفاظ میں مباہلہ شائع کیا۔

”اے پر میثور! ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر، اور جو تیرا
ست دھرم ہے اس کو نہ تلواری سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل
کے اظہار سے جلدی کر، اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے
پرنش کر، تاکہ جہالت و تعصب اور جوہر و ستم کا ناس ہو، کیونکہ کلوب
صادق کی طرح بھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔ راقم۔
آپ کا زلی بندہ، لیکھ رام شرما سنبھاسد۔ آریہ سماج پشاور۔“

(نسخہ خط احمدیہ ص ۳۴ بحوالہ ”لیکھ رام اور مرزا“ ص ۴)
مصنف مولانا ثناء اللہ امرتسری)

مرزا قادیانی نے مباہلہ میں ہار جانے کی صورت میں پانسو روپیہ ہرجانہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ (جیسا کہ اوپر کے اقتباس میں آپ پڑھ چکے ہیں) اس پنج صدی انعام کے جواب میں پنڈت لیکھ رام نے لکھا۔

”مرزا جی نے اپنی قدیم عادت کے بموجب پانسو روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے مگر ہم ان کے وعدہ کو اس شعر کا مصداق سمجھتے ہیں۔

گر جل طلبی مضائقہ نیست
گر زر طلبی سخن دریں است

ہمیں ان کی جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کا حل بخوبی معلوم ہے۔ اور قرضداری کا حل بھی ہم سے مخفی نہیں، پس ہم لینے دینے کے سر پر خاک ڈال کر وہ پانسو روپیہ مرزا صاحب کو ان کی ننی شادی کے لئے، جس کے متعلق ان کو ابھی ایک تازہ الہام ہوا ہے، بطور منہول کے نذر کرتے ہیں۔“

(نسخہ خط احمدیہ ص و بحوالہ رئیس قادیان جلد اول ص ۱۲۱)

پنڈت لیکھ رام کے ان دو اقتباسات میں سے دو باتیں واضح ہوئیں۔
اول۔ پنڈت جی نے مرزا کا مباہلہ کا چیلنج قبول کر لیا۔

دوم۔ مرزا نے اپنے ہارنے کی صورت میں پانسو روپیہ ہرجانہ دینے کی جو پیشکش کی تھی، پنڈت جی نے اسے محض ”مرزا کا زبانی جمع خرچ“ تصور کرتے ہوئے اس سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ اور بطور طنزیہ اس زمانہ کے لحاظ سے یہ خطیر رقم مرزا کی ”ننی الہامی شادی“ کے لئے بطور نذرانہ معاف کر دی۔

”ننی شادی“ سے پنڈت جی کا اشارہ عموماً بیگم کی طرف ہے۔ جس کے اہلکار مرزا کو ان دنوں بہ کثرت ہوتے تھے۔
بلکہ یہ بھی ”تازہ الہام“ ہوا تھا کہ ”نزع جنکھا
یعنی ”اے مرزا! ہم نے اس سے حیران کن آسمان پر کر دیا ہے۔“
لیکن افسوس کہ یہ تمام اہلکار نفعائے آسمانی میں تحلیل ہو کر رہ گئے۔ اور مرزا جی، مصرعہ ”اے با آرزو کہ غالب شدہ“ ”مٹھاتے ہوئے دنیا سے۔“ بے نیل مرام رخصت ہوئے۔

مرزا قادیانی کی تصدیق کہ لیکھ رام نے مباہلہ منظور کر لیا۔
مندرجہ بالا بیانات اگرچہ بالکل واضح ہیں۔ لیکن قارئین کے مزید اطمینان کے
لئے مناسب ہوگا کہ خود مرزا قادیانی کی تصدیق بھی ثبت کرا دی جائے کہ اس نے
”سرمہ چشم آریہ“ میں آریوں کو جو دعوت مباہلہ دی تھی پنڈت لیکھ رام نے اس کو
منظور کر لیا تھا۔ سنئے! مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

”واضح ہو کہ میں نے ”سرمہ چشم آریہ“ کے خاتمہ میں
بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا..... میری اس تحریر
پر پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب ”خط احمدیہ“ میں جو ۱۸۸۸ء میں
اس نے شائع کی تھی..... میرے ساتھ مباہلہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنی
کتاب ”خط احمدیہ“ کے صفحہ ۳۴۴ میں بطور تمہید یہ عبارت
لکھتا ہے۔“

”چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلی دھر صاحب و منشی
جیون داس صاحب بہ سبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرست
ہیں۔ بنا براں اپنے اوتشلہ اور ان کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی
نیاز مند نے اپنے ذمہ لیا، پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ
”دروغ گورانا بد روازہ باید رسانید“ عمل کر کے مرزا صاحب کی
اس آخری التماس کو بھی (یعنی مباہلہ کو) منظور کرتا
ہوں۔“

مضمون مباہلہ

میں نیاز التیام لیکھ رام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما
مصنف ”تکذیب براہین احمدیہ“ و رسالہ ہذا (یعنی نسخہ خط
احمدیہ) اقرار صحیح بد رستی و حواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے
اول سے آخر تک رسالہ ”سرمہ چشم آریہ“ کو پڑھ لیا، اور ایک
بار نہیں، بلکہ کئی بار اس کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا، بلکہ ان کے

بطلان کو بروئے ست و ہرم رسالہ ہذا میں شائع کیا، میرے دل میں مرزاجی کی ویلیوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا۔ اور نہ وہ راستی کے متعلق ہیں“ (آگے طویل مضمون کے بعد اخیر میں لکھا ہے۔)

”اے پر میشر! ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر، کیونکہ کاذب، صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔“

”راقم آپ کا اذلی بندہ لیکھ رام شرما بھاسد آریہ ساج پشاور حل اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور پنجاب“
(روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۳۲۶ تا ۳۳۲ ملخصاً)

مباہلہ کا انجام

مرزا اور لیکھ رام کے مباہلہ کی پوری کہانی قدین کے سامنے آچکی ہے، قدین بڑی بے چینی سے یہ جاننے کے منتظر ہوں گے کہ مباہلہ کی یہ جنگ کس نے جیتی؟ کس کی فتح ہوئی۔ کس کو ذلت آمیز شکست کا منہ دیکھنا پڑا؟

قدین! نتیجہ کا اعلان سننے سے پہلے مباہلہ کی شرائط ایک بار پھر پڑھ لیجئے۔
(۱) اگر مرزا کے حریف پر ایک سل میں عذاب نازل ہو تو مرزا کی فتح اور اس کے حریف کی شکست تصور کی جائے گی۔

(۲) مرزا کی شکست کی دو صورتیں ہوں گی، اور دونوں صورتوں میں مرزا اپنے حریف کو پانسو روپیہ جرمانہ دے گا۔

الف۔ مرزا پر وبال نازل ہو تب بھی مرزا کی شکست اور اس کے حریف کی فتح۔

ب۔ اور اگر ایک سل کے اندر حریف پر وبال نازل نہ ہو تب بھی مرزا کی شکست اور حریف کی فتح۔

(۳) مباہلہ کے میعاد صرف ایک سل ہے جو تماشا ہو گا وہ اسی ایک سل میں ہو گا اس کے بعد نہیں۔

قدّمین! پنڈت لیکھ رام نے ۱۸۸۸ء میں مرزا کی دعوت مباہلہ منظور کی تھی۔
آپ سوچ کر بتائیں کہ اس پر کب تک عذاب نازل ہونا چاہئے تھا؟ آپ کا ایک ہی جواب
ہوگا۔

۱۸۸۹ء کے آخر تک

لیکن افسوس! کہ ۱۸۸۹ء کے آخر تک لیکھ رام پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوا وہ
مارچ ۱۸۹۷ء تک زندہ سلامت رہا۔

قدّمین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ مباہلہ میں کس کی جیت ہوئی اور مرزائیوں
سے بھی دریافت کریں۔ فیصلہ خدادندی کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی پنڈت لیکھ رام
سے بھی بدتر ثابت ہوا کہ مرزا کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح دی۔

